توبہ

توبه

tauba

Repentance
(Urdu—Persian script)

© 2019 MIK
published and printed by
Good Word, New Delhi

for enquiries or to request more copies:
askandanswer786@gmail.com

توبہ کا مطلب: پلٹنا

فرض کریں کوئی سفر کرنا چاہتا ہے۔ وہ اڈے پر ٹکٹ خرید کر بس میں بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن بس کے چلنے سے چند لمحے پہلے وہ اپنا ارادہ بدل کر بس سے اُتر آتا ہے۔ ڈرائیور کہتا ہے، "ارے، بس چلنے والی ہے۔ کہاں جا رہے ہو؟"

وہ آدمی جواب دیتا ہے، "مَیں نہیں جاؤں گا۔ اپنے گھر واپس جا رہا ہوں۔" گھر کے لوگ اُسے واپس آتے دیکھ کر بڑے حیران ہو جاتے ہیں۔ اب ایک گھنٹا بھی نہ ہوا وہ اُنہیں الوداع کہہ کر گیا تھا۔

اُس آدمی نے کیا کیا؟ اُس نے اپنا ارادہ بدل لیا جس سے اُس کی سمت بھی بدل گئی۔ وہ اپنے گھر پلٹ گیا۔ یہی توبہ کا مفہوم ہے یعنی پلٹنا۔ جب کوئی

غلط راستے پر جا رہا ہو اور اپنا ارادہ بدل کر صحیح راستے پر چلنے لگے تو ہم کہتے ہیں کہ اُس نے توبہ کی ہے۔

لیکن ہمیں کون سا غلط راستہ ترک کرنا اور کون سا درست راستے کو چننا ہے؟ غلط راستہ اللہ کی نافرمانی ہے جبکہ درست راستہ خدا کی فرماں برداری ہے۔ جب کوئی حق تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ اللہ کی طرف سے منہ پھیر لیتا ہے۔ وہ اُس سے دُور ہو کر ابلیس کی سمت چلنے لگتا ہے۔ لیکن جب وہ اپنے بُرے کاموں سے نفرت کر کے واپس پلٹتا ہے تو پھر وہ ایک ایسے راستے پر چلنے لگتا ہے جو اُسے روز بہ روز اللہ کے زیادہ قریب لیتا جاتا ہے۔

سب نے گناہ کیا ہے

یہ ایک کڑوی حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ کے سوا ہر انسان نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے۔ انجیل جلیل فرماتی ہے کہ

> سب نے گناہ کیا، سب اللہ کے اُس جلال سے محروم ہیں جس کا وہ تقاضا کرتا ہے۔ (انجیل شریف، رومیوں 23:3)

تمام انسانی نسل غلط سمت کی طرف جا رہی ہے۔ لوگ جتنا اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں اُتنا ہی اُس سے دُور ہوتے جاتے ہیں۔ جس راستے پر چل رہے ہیں وہ اُنہیں ہلاکت اور ابدی موت کی طرف لے جا رہا ہے۔

اللہ کی آرزو: واپس آؤ

باری تعالیٰ نے اِس خطرے سے آگاہ کرنے کے لئے اپنے پیغمبروں کو بھیجا تاکہ ہم اِس راستے سے پلٹ کر اُس کے پاس واپس آ جائیں۔ جب حضرت یحییٰ کو بھیجا گیا تو اُن کا پیغام یہ تھا کہ

> توبہ کرو، کیونکہ آسمان کی بادشاہی قریب آ گئی ہے۔
>
> (انجیل شریف، متی 2:3)

اور جب حضرت عیسیٰ کو بھیجا گیا تو آپ نے بھی یہی تعلیم دی۔[a] اللہ کو اِس بات سے بڑا دُکھ ہوتا ہے کہ انسان اُسے ترک کر کے ہلاکت کی طرف بڑھ

[a] انجیل شریف، متی 17:4

رہا ہے۔ اُس کی آرزو تو یہی ہے کہ سب توبہ کرکے اُس کے پاس واپس آ جائیں۔[a]

اِس سچائی کو واضح کرنے کے لئے حضرت عیسیٰ نے ایک تمثیل پیش کی: ایک آدمی نے اپنے بیٹے کو انگوروں کے باغ میں جا کر کام کرنے کو کہا۔ لڑکے نے انکار کرکے کہا کہ مَیں نہیں جاؤں گا۔ لیکن بعد میں اُس نے اپنا ارادہ بدل دیا اور باغ میں جا کر کام کرنے لگا۔[b] بے شک باپ یہ دیکھ کر خوش ہوا ہو گا کہ میرے بیٹے نے نافرمانی سے توبہ کرکے فرماں برداری کے راستے کو اختیار کیا۔ اِسی طرح اللہ کی بھی یہی آرزو ہے کہ اُس کے نافرمان بچے توبہ کرکے اُس کا حکم مانیں۔

حضرت عیسیٰ نے ایک اَور تمثیل پیش کی: ایک باپ کے دو بیٹے تھے۔ بڑا لڑکا اپنے باپ کے کھیتوں میں کام کرتا تھا، لیکن چھوٹا لڑکا اپنے باپ کی فرماں برداری اور خدمت نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اُس نے اپنے باپ سے جائیداد میں سے اپنے حصے کا مطالبہ کیا اور روپیہ لے کر اپنے باپ سے بہت دُور کسی غیر ملک میں چلا گیا۔ وہاں اُس نے اپنا تمام مال اُڑا دیا۔ جب بھوک

[a] انجیل شریف، 2 پطرس 3:9
[b] انجیل شریف، متی 21:29

کے ہاتھوں تنگ ہو گیا تو وہ کسی کے سؤر چرانے لگا۔ اُسے اُن پھلیوں کو کھانے کی بھی اجازت نہ ملی جو سؤر کھاتے تھے۔ تب وہ ہوش میں آیا۔ وہ کہنے لگا کہ میرے باپ کے مزدوروں کو خوب کھانا ملتا ہے جبکہ مَیں بھوکا مر رہا ہوں۔ باپ کا پیار بھی یاد آیا ہو گا۔

اب اُس کی آنکھیں کھل گئیں اور اُس نے شدت سے اپنی بے وقوفی کو محسوس کیا۔ اُسے اِس کا احساس ہوا کہ مَیں نے اپنے باپ کا گناہ کیا ہے۔ اب وہ اپنے باپ کی نافرمانی کرنے اور اُس سے دُور جانے کی بجائے اپنے باپ کا فرماں بردار نوکر بننے کا خواہش مند ہوا۔ اب وہ اپنے گھر سے دُور نہیں رہنا چاہتا تھا۔ ایک دن وہ اُٹھا اور سؤروں اور اپنی گندی زندگی کو چھوڑ کر اپنے باپ کے گھر پلٹ آیا۔ دوسرے لفظوں میں اُس نے توبہ کی۔

جب وہ اپنے گھر کے نزدیک پہنچا تو اُس کے باپ نے اُسے آتے دیکھ لیا۔ وہ خوشی سے بے تاب ہو کر اپنے بیٹے کو ملنے دوڑا، اُسے گلے لگایا اور خوب بھینچ بھینچ کر پیار کیا۔ بیٹے نے کہا،

> اے باپ، مَیں نے آسمان کا اور آپ کا گناہ کیا ہے۔ اب مَیں اِس لائق نہیں رہا کہ آپ کا بیٹا کہلاؤں۔
>
> (انجیل شریف، لوقا 21:15)

لیکن باپ نے اُسے معاف کر کے قبول کیا اور اُس کے اعزاز میں ضیافت کا انتظام کیا۔ اُس نے کہا،

> یہ میرا بیٹا مُردہ تھا اب زندہ ہو گیا ہے، گم ہو گیا تھا اب مل گیا ہے۔ (انجیل شریف، لوقا 24:15)

اِس تمثیل میں باپ سے مراد اللّٰہ تعالیٰ ہے۔ بیٹے سے مراد تمام انسان ہیں۔ کیونکہ تمام آدمی اپنی خوشی پوری کرنا اور اپنی ہی مرضی پر چلنا چاہتے ہیں۔ وہ اللّٰہ کے فرمان کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتے۔ بعض چور، ڈاکو، زناکار اور قاتل بن گئے ہیں۔ دیگر اللّٰہ کی نسبت دولت اور عیش و عشرت کو زیادہ پیار کرتے ہیں۔ باقی اپنے دلوں میں حسد اور تکبر رکھتے ہیں اور اپنے پڑوسیوں کو پیار نہیں کرتے۔ ہمارے گناہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں، ہم سب اِس تمثیل کے بیٹے کی مانند ہیں۔ سب اللّٰہ سے دُور چلے گئے ہیں۔ لیکن اللّٰہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم توبہ کریں اور اُس کے پاس واپس آ جائیں۔ خواہ ہمارے گناہ کتنے ہی

بڑے کیوں نہ ہوں، وہ توبہ کرنے والوں کو معاف کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

جب کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ سب سے پہلے باری تعالیٰ کا گناہ کرتا ہے اور اِس کے بعد اپنے ہم جنس انسان کا بھی۔ اِس لئے ہمیں سب سے پہلے اُس رحیم و غفور کے سامنے توبہ کرنی چاہیئے۔ اُس بیٹے نے اپنے باپ اور اپنے بھائی سے بہت زیادتی کی تھی۔ لیکن پھر اُس نے اپنے باپ کے پاس واپس آ کر تسلیم کیا کہ مَیں گناہ گار ہوں۔ اِسی طرح جب حضرت داؤد نے ایک آدمی اور اُس کی بیوی کے خلاف بدی کی تھی تو اُنہوں نے اللہ سے دعا کی،

> مَیں نے تیرے، صرف تیرے ہی خلاف گناہ کیا، مَیں نے وہ کچھ کیا جو تیری نظر میں بُرا ہے۔ (زبور شریف 4:51)

حقیقی توبہ کیا ہے؟

ممکن ہے کہ کوئی چور اپنے آپ سے کہے، "چوری کرنے کا کیا فائدہ۔ اب مَیں توبہ کرتا ہوں۔ اب مَیں حلال کی کمائی سے گزر اوقات کیا کروں گا۔" یا کوئی

شرابی محسوس کرے کہ شراب اُس کی صحت کو تباہ کر رہی ہے اور کہے، "مَیں نے شراب سے توبہ کر لی ہے اور اب شراب نوشی نہیں کروں گا۔"

دونوں آدمیوں نے اچھا کیا کہ اپنی بُری عادات کو ترک کر دیا۔ لیکن یہ اُس قسم کی توبہ نہیں ہے جس کا ذکر ہم یہاں کر رہے ہیں۔ گو اُنہوں نے چوری اور شراب ترک کر دی ہے، تو بھی عین ممکن ہے کہ اب تک وہ خدا سے دُور ہوتے جاتے ہوں۔ اُن کی توبہ اُس وقت تک حقیقی توبہ نہیں ہوسکتی جب تک کہ وہ اُس راہ سے جو اُنہیں اللہ سے دُور لے جاتی ہے پلٹتے نہیں اور خدا سے معافی مانگ کر اُس کے پاس واپس نہیں آتے۔ اُنہیں نہ صرف اُن کاموں کی معافی مانگنی ہے بلکہ اِس کی بھی کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے زندگی گزار رہے تھے۔

جو حقیقی توبہ کرے وہ اپنی بُری زندگی سے نفرت کرکے اُسے ترک کر دیتا ہے۔ ایک مرتبہ ایک نوکر چوری کرتے پکڑا گیا تو وہ اپنے مالک کے قدموں میں گر پڑا اور رو رو کر فریاد کرنے لگا، "مَیں توبہ کرتا ہوں، مَیں توبہ کرتا ہوں۔" اِس نوکر کو ڈر تھا کہ وہ نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ لیکن کیا وہ اپنے رویے سے نفرت کرکے اُسے رد کرنے کو تیار تھا؟ اگر وہ پکڑا نہ جاتا تو کیا وہ اپنے

مالک کے پاس آ کر کہتا کہ ”مَیں توبہ کرتا ہوں، مَیں توبہ کرتا ہوں“؟ جب کوئی حقیقی طور پر اپنے گناہوں کے باعث پشیمان ہو تو وہ خدائے ذو الجلال کے سامنے اِن کا اقرار کرکے توبہ کرے گا، خواہ لوگ اُس کے گناہوں کو جانتے ہوں یا نہ۔

جب لوگ حضرت یحییٰ نبی کے پاس توبہ کرنے کے لئے آئے تو اُنہوں نے کہا،

> اپنی زندگی سے ظاہر کرو کہ تم نے واقعی توبہ کی ہے۔ (متی 8:3)

مطلب ہے کہ تمہارا چال چلن اور طرزِ زندگی تبدیل ہو۔ جب کوئی ابلیس کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو وہ روز بہ روز اُس کی مانند بنتا جاتا ہے۔ جب وہ توبہ کرکے اپنی بُری روش سے باز آتا اور اللہ کی طرف پھرتا ہے تو وہ روز بہ روز خدا کی مانند پاک بنتا جاتا ہے۔ غرض، اگر کوئی کہے کہ مَیں نے توبہ کی ہے لیکن بہتر انسان نہ بنے تو اُس نے حقیقی توبہ نہیں کی اور اپنے خالق کی طرف نہیں پھرا ہے۔

جس نے حقیقی توبہ کی ہے، اللہ اُسے گناہوں سے نفرت کرنا سکھاتا ہے۔ وہ اُنہیں ویسے ہی رد کرتا ہے جیسے کوئی اپنے گھر سے زہریلے سانپ کو نکال

باہر پھینک دیتا ہے۔ جس چور نے حقیقی توبہ کی ہو وہ پھر چوری کرنے کا خواہش مند نہیں ہو گا، خواہ اُسے موقع ملے یا نہ ملے۔ جھوٹ بولنے والا سچ بولے گا۔ متکبر حلیم بن جائے گا۔ جو اپنے پڑوسی سے نفرت کرتا ہے وہ اُس کے ساتھ مہربانی سے پیش آئے گا۔ جس نے خدا کا حکم نہ مانا وہ اُس کا فرماں بردار خادم بن جائے گا۔ جو بھی حقیقی طور پر اللہ کے سامنے توبہ کرے اُسے معافی مل کر نئی پیدائش کا تجربہ حاصل ہوتا ہے، اور وہ نیا مخلوق بن جاتا ہے۔

آزمائش کا کس طرح سامنا کریں؟

توبہ کرنے کے بعد بھی ہم سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ ہم سب کو اِس بات کا اقرار کرنا ہے کہ جو ہمارا فرض تھا وہ ہم نے نہیں کیا اور جو کام اچھا نہ تھا وہ ہم نے کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ جانتے تھے کہ جو توبہ کرکے اُن پر ایمان لائیں گے فوراً ہی کامل نہیں بن جائیں گے۔ آپ جانتے تھے کہ جب تک آپ کے پیروکار اِس جہان میں ہیں اُن پر گناہ کی آزمائش آئے گی، اور بعض اوقات وہ گناہ میں گر بھی جائیں گے۔ اِسی لئے آپ نے اُنہیں اِس طرح دعا کرنے کی تلقین کی،

> ہمارے گناہوں کو معاف کر جس طرح ہم نے اُنہیں معاف کیا جنہوں نے ہمارا گناہ کیا ہے۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ پڑنے دے۔ (انجیل شریف، متی 6:12-13)

جب بھی کوئی محسوس کرے کہ اُس نے حق تعالیٰ کی نافرمانی کی ہے، وہ فوراً ہی اُس کے سامنے اِس کا اقرار کرے، معافی مانگے اور مدد کی درخواست کرے کہ وہ پھر اِس گناہ میں پھنس نہ جائے۔

کبھی نہ کبھی معاوضے کی ضرورت

بعض اوقات یہ کافی نہیں کہ ہم کسی سے معافی مانگیں۔ بعض اوقات لازم ہے کہ ہم نقصان کا معاوضہ بھی ادا کریں اگر ممکن ہو۔

ایک دن حضرت عیسیٰ ایک آدمی کے گھر گئے جس کا نام زکائی تھا۔ یہ شخص لوگوں سے ٹیکس لے کر اکثر زیادتی کرتا تھا۔ اِس طرح وہ بہت دولت مند بن گیا تھا۔ لیکن دولت اُسے خوشی نہ دلا سکی۔ جب حضرت عیسیٰ اُس کے گھر گئے تو اُس نے توبہ کی اور اپنے گناہوں سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف پھرا۔ تب اُس نے کہا،

> خداوند، مَیں اپنے مال کا آدھا حصہ غریبوں کو دے دیتا ہوں۔ اور جس سے مَیں نے ناجائز طور سے کچھ لیا ہے اُسے چار گُنا واپس کرتا ہوں۔ (انجیل شریف، لوقا 19:8)

اِس طرح زکائی نے ظاہر کیا کہ اُس نے حقیقی توبہ کی ہے۔

روح القدس کی مدد

کون لوگوں کو توبہ کرنے اور اللہ کی طرف پھرنے پر اُکساتا ہے؟ اللہ تعالیٰ کا پاک روح ہی یہ کام کرتا ہے۔ گناہ گار اِس قابل نہیں ہے کہ خود بہ خود اپنی بُری حرکتوں سے باز آ کر اپنے آپ کو اپنے خالق کے سپرد کر دے۔ لیکن خدا اپنے پاک روح کے وسیلے سے گناہ گاروں کی آنکھیں کھول دیتا ہے تاکہ اُنہیں اپنے گناہوں کا احساس ہو اور وہ اپنے گناہوں پر پچھتائیں۔ حضرت عیسیٰ نے اپنے شاگردوں کو بتایا کہ جب آپ صعود فرما جائیں گے تو آپ پاک روح کو بھیجیں گے۔

اور ایسا ہی ہوا۔ صعود کے دس دن بعد آپ نے اپنے پیروکاروں کو روح سے معمور کر دیا۔ تب آپ کے ایک شاگرد بنام پطرس نے روح کی قدرت سے

معمور ہو کر ایک ہجوم سے خطاب کیا۔ اُنہوں نے بتایا کہ جب تم نے حضرت عیسیٰ کو رد کیا اور صلیب دی تو تم نے اللہ کا بڑا بھاری گناہ کیا۔ اِس پیغام سے متاثر ہو کر لوگوں نے پوچھا کہ ہم کیا کریں ؟ پطرس نے جواب دیا،

> آپ میں سے ہر ایک توبہ کر کے عیسیٰ کے نام پر پتسمہ لے تاکہ آپ کے گناہ معاف کر دیئے جائیں۔
>
> (انجیل شریف، اعمال 38:2)

اُسی وقت تین ہزار افراد توبہ کر کے حضور المسیح پر ایمان لائے اور پتسمہ لیا۔ کس نے اُنہیں اللہ کے روحانی فرزند بنا دیا ؟ روح القدس ہی نے پطرس کے پیغام کے ذریعے لوگوں کو اُن کے گناہوں سے قائل کیا اور اُن کی نوبت توبہ تک لایا۔

معافی کا یقین

لیکن فرض کریں کہ ہم نے بہت سخت گناہ کیئے ہوں۔ ہمیں اِس بات کا یقین کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ ہماری توبہ قبول کر کے ہمیں معاف کر دے گا ؟

اگر ہمارے گناہ اِتنے زیادہ ہوں تو کیا یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ہمیں کبھی معاف نہ کرے؟

انجیل جلیل اِس کا صاف جواب دیتی ہے: حضرت عیسیٰ نے گناہ گاروں کے لئے اپنی جان دی۔ یہ عظیم کام ہر گناہ کو مٹانے کے لئے کافی ہے، چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ جو لوگ توبہ کر کے حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں گے اُنہیں وہ معاف کر کے قبول کر لے گا۔ حضرت عیسیٰ پر ایمان لانے والوں سے انجیل شریف فرماتی ہے،

> اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ وفادار اور راست ثابت ہو گا۔ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر کے ہمیں تمام ناراستی سے پاک صاف کرے گا۔ (انجیل جلیل، 1یوحنا 9:1)

اور

> اللہ نے دنیا سے اِتنی محبت رکھی کہ اُس نے اپنے اکلوتے فرزند کو بخش دیا، تاکہ جو بھی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ابدی زندگی پائے۔ (انجیل شریف، یوحنا 16:3)

غرض، ہم پورا یقین رکھ سکتے ہیں کہ اگر ہم توبہ کریں اور حضرت عیسیٰ پر ایمان لائیں تو ہمارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔